ناولز کلب
تقدیرِ کشف
از قلم کلثوم توفیق
: novelsclubb
:read with laiba
03257121842

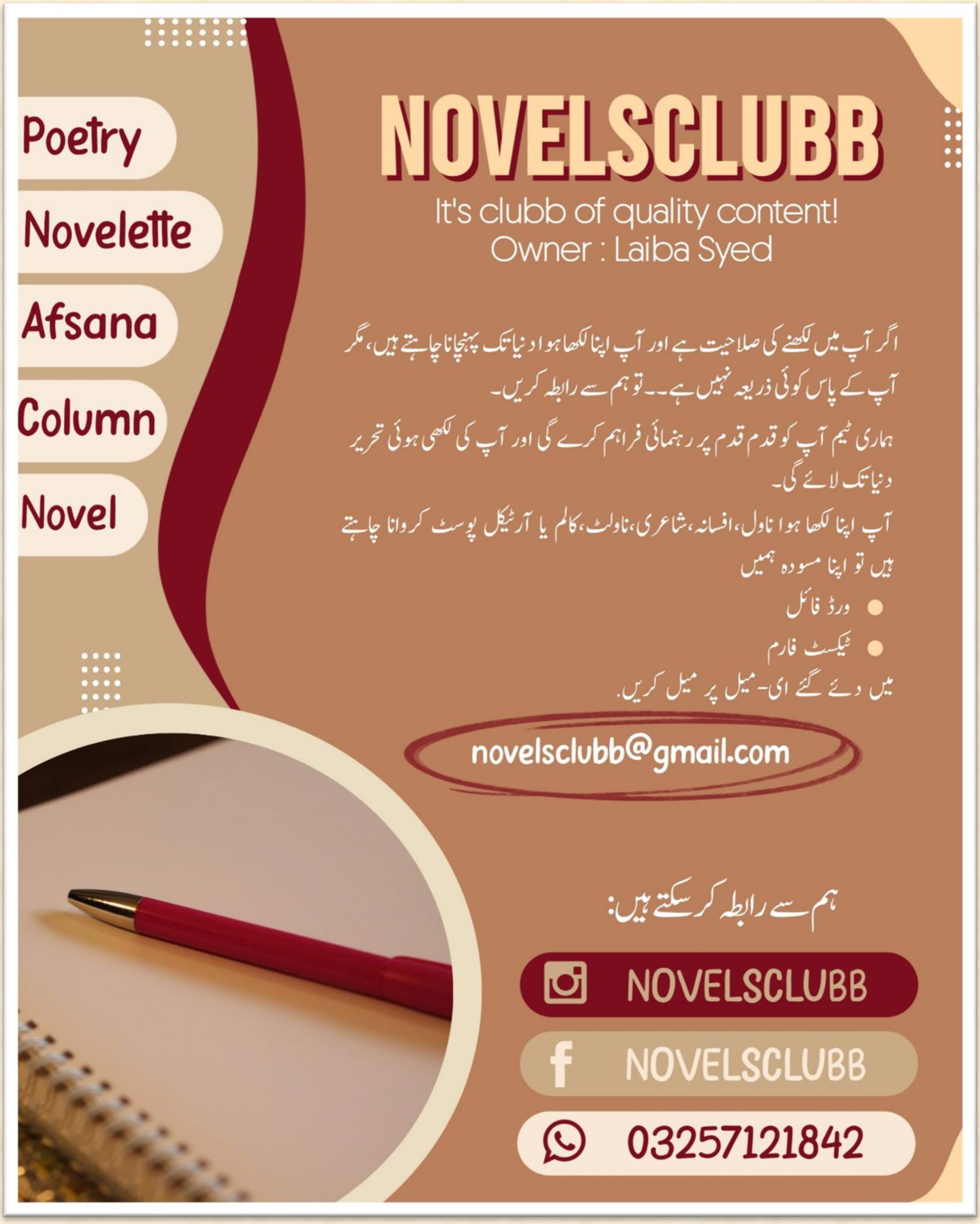

Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

تقدیرِ کشف

از قلم

کلثوم توفیق

Clubb of Quality Content!

تقدیرِ کشف

بقلم کلثوم توفیق

وہ خاموش بیٹھی کھڑکی سے باہر بھاگتے درخت کو دیکھ رہی تھی۔۔ آج وہ خوش تھی اور مطمئن بھی۔ سالوں بعد اس کا دیکھا خواب آج پورا ہونے والا تھا۔ گلابی ہونٹ ہمہ وقت مسکرا رہے تھے۔

کوئی اپنا ہوتا تو وہ اپنی خوشی بانٹتی مگر وہ تنہا تھی۔

آج اتنے عرصے بعد ان باتوں کو نہ سننے سے اسکے کانوں کو سکون ملا تھا۔ وہ کسی اجنبی سے بات کرنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتی تھی۔ مبادہ کوئی اس موضوع پر بات کرنے کے لیے پہلے ہی تیار بیٹھا ہو۔ سر جھٹک کر اس نے دماغ میں چلتی تمام سوچوں کو نکال پھیکا۔

"اچھا دن ہے کشف اچھی باتیں سوچو صرف۔" دل کے مقام پر ہاتھ رکھ کر خود کو تسلّی دی۔

پانچ منٹ بعد اسکا سٹاپ آیا۔ بیگ کندھے پر درست کرتے ہوئے وہ بس سے اتری۔ وہ اس وقت سفید رنگ کی شرٹ اور بھوری پینٹ میں ملبوس تھی۔ سنہرے بالوں کو اس نے کس کر اونچی پونی ٹیل میں قید کر رکھا تھا۔ سفید ہائی ہیلس سے چلتے ہوئے وہ سڑک پار کر رہی تھی۔ ہیزل گرین آنکھیں اس وسیع عمارت پر ٹکی ہوئی تھیں۔

آج سب اچھا ہو گا۔ آج اسے سب کچھ مل جائے گا جائے گا۔

مگر وہ بھول گئی تھی کہ اسے آج ایک اور چیز ملے گی جس کا خیال اس کے دماغ سے نکل گیا تھا لیکن تقدیر نہیں بھولی تھی وہ کب کچھ بھولتی ہے؟

وہ ہی تو تھی جو وقت کی پابند تھی اسے کچھ یاد دلانے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی وہ اپنے کام میں ایک لمحے کی بھی دیری برداشت نہیں کرتی تھی اور نہ کبھی کسی پر رحم کرتی تھی۔

آج کشف کو جواب دینے کا وقت تھا اور وہ جواب کشف کی زندگی کے لئے بے حد ضروری تھا۔ اب تقدیر کشف کو اپنے طریقے سے جواب دے گی۔ آج کشف کو جواب دینے کا وقت تھا اور وہ جواب کشف کی زندگی کے لیے بے حد ضروری تھا۔ اب تقدیر کشف کو اپنے طریقہ سے جواب دے گی۔

پارک کے ایک بینچ پر وہ تنہا بیٹھی تھی۔ نظریں کسی غیر مرئی نقطہ پر ٹکی ہوئی تھیں تب ہی ساتھ ایک لڑکی آ کر بیٹھی۔

"تم اکیلی کیوں بیٹھی ہو؟" وہ لڑکی بھی کشف کی ہم عمر تھی۔

"چاکلیٹس کھاؤ گی؟" ہاتھ میں پکڑی دو چاکلیٹس اس کی جانب کرتے ہوئے اس نے ایک اور سوال کیا۔

"تم کیوں نہیں کھیلتیں ہم سب کے ساتھ؟"

کشف اب بھی چپ ہی بیٹھی تھی۔ کچھ دیر وہ اس کے ساتھ بیٹھی رہی۔ مگر جب کشف نے اپنی چپی کا روزہ نہیں توڑا تو وہ بڑبڑاتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ہنہ پتا نہیں کیا سوچتی رہتی ہے۔" وہ لڑکی روز اس کے قریب آ کر بیٹھتی اس سے کئی سوال کرتی مگر وہ ہمیشہ چپ رہتی تھی۔

"تقدیر کیا ہوتا ہے؟" اس لڑکی کے بڑھتے قدم ایک جھٹکے سے رکے۔

"یہ سوال میرے ذہن میں گھومتا رہتا ہے۔ ابھی تم نے پوچھا نا کہ میں کیا سوچتی رہتی ہوں۔"

ہیزل گرین آنکھوں والی لڑکی نے سادگی سے جواب دیا۔

"جب تم میری آواز سن سکتیں تھیں تو پھر جواب کیوں نہیں دے رہی تھیں؟" ماہی اس کے پاس آ کر پھر سے بیٹھ گئی۔ اس کے سوال پر کشف نے کندھے اچکانے پر اکتفا کیا۔

کچھ دیر بعد ماہی اس کے قریب بیٹھی اپنے بارے میں بتا رہی تھی۔ کچھ سوال اس سے بھی پوچھ رہی تھی جن سوالوں کا جواب دینے کا من کرتا کشف ان سوالوں کا جواب دے دیتی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پھر یہ معمول بن گیا ماہی روز کشف کے ساتھ آ کر بیٹھ جاتی اپنے سوالوں سے کشف کی زبان پر لگا تالا توڑتی اور باتیں کرتی رہتی۔ دھیرے دھیرے کشف کو بھی اسکی عادت ہو گئی۔ اب اس نے ماہی سے بات کرنا شروع کر دیا تھا۔ ماہی نے کبھی نہیں پوچھا کہ وہ ایسے سوال کیوں سوچتی تھی۔ اس وقت وہ دونوں چھوٹی تھیں بات ان کے ذہن سے محو ہو گئی۔

وقت تیزی سے گزر گیا۔ وہ دونوں اب کالج میں تھیں اور دونوں کی دوستی عروج پر۔

ماہی اور کشف اس وقت کینٹین میں ساتھ بیٹھی تھیں۔ میز پر رکھی دونوں کی چائے ٹھنڈی ہو چکی تھی مگر وہ دونوں کاغذ پر لکھی تحریر پڑھنے میں غرق تھیں۔

"یہ کیسی کہانی ہے؟ اچانک سے لڑکا آیا اور ان دونوں کو محبت ہوئی، آخر میں وہی دونوں خوشی خوشی رہنے لگے جیسی گھسی پٹی اینڈ نگ!" کشف نے ساتھ بیٹھی بھوری آنکھوں والی ماہی سے کہا۔

"یار! کہانی کا عنوان تو دیکھو۔ **تقدیر** ہے۔ مجھے تو لگتا ہے یہ ڈرامہ بہترین رہے گا۔ اوپر سے تم اس کی مرکزی کردار ہو۔ اس ڈرامے میں چار چاند یونہی لگ جائیں گے۔" ماہی نے چائے کا کپ اٹھا کر اپنی طرف سے تفصیلی جواب دیا۔

سنہرے بالوں والی لڑکی مطمئین نہیں تھی مگر پھر بھی سوچنے کا" ہمم۔ چلو، پھر سوچتے ہیں۔"

وقت لے لیتی ہے۔۔

*

رات میں جب وہ کھانے کے بعد اپنے بستر پر آ کر بیٹھی تو کالج میں ہونے والا ڈرامہ ایک بار پھر ذہن میں ابھرا۔

تقدیر! ایک ایسا لفظ جو اس نے پہلے بھی کئی دفعہ سنا تھا۔ جب وہ اس لفظ کا مطلب بھی نہیں جانتی تھی تب سے یہ لفظ اس کے لئے ایک کابوس بن گیا تھا۔

ہاں وہ ظاہر نہیں کرتی تھی مگر بچپن سے اس کے دماغ میں یہ لفظ چپک گیا تھا۔ وہ کیسے بھول سکتی تھی اس رات وہ تقدیر لفظ سے پہلی بار واقف ہوئی تھی اور پھر اس لفظ کا مطلب بنا جانے اس لفظ نے اسے اپنا مفہوم سمجھا دیا تھا۔

سات سالہ کشف اس وقت اپنی دادی کی گود میں سر رکھے لیٹی ہوئی تھی۔ اس کی دادی ہاتھ میں ایک کہانی کی کتاب لئے اسے کہانی کا اختتام سنا رہی تھیں۔

"لیکن دادی! جب ارورہ کو ننھی پریوں نے بچا لیا تھا تب وہ سئی کیسے آجاتی ہے؟" کشف نے اپنا سر اٹھا کر دادی کو دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔

"کیونکہ بیٹا وہ ناراض پری نے اس پہ جادو کر دیا ہوتا ہے نا۔"

"بری پری تھی وہ۔" کشف نے منہ پھلا کے دادی کی تصحیح کی۔

"بری بات بیٹا۔ کوئی شخص اچھا یا برا نہیں ہوتا۔ حالات اسے ایسے برے کام کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔" گہری سانس لیتے ہوئے دادی نے کتاب بند کری اور ساتھ ہی کشف کے پہلو میں لیٹ گئیں۔

"دادی! اگر ارورہ کو فلپ نا ملتا تو؟"

"یہی۔۔ تو تق۔۔ تقدیر تھی۔۔" دادی نے نیند کی وادیوں میں جاتے ہوئے آخری الفاظ توڑ توڑ کر ادا کئے اور پھر نیند نے انہیں اپنی آغوش میں لے لیا۔ آج کل ان کی طبیعت بھی کچھ ناساز تھی اسی لیے وہ جیسے ہی لیٹتی تھیں فوراً ہی سو جاتیں۔

"تقدیر وہ کیا ہوتا ہے؟"

کچھ دیر جواب نہ ملنے پر اس نے اپنا سر بستر سے اٹھا کر دادی کا چہرہ دیکھا۔ وہ سکون سے سو رہیں تھیں۔

"صبح پوچھ لوں گی۔"

کشف کے ماں-باپ کے گزر جانے کے بعد اس کے دادا-دادی نے ہی اس کی پرورش کا ذمہ لے لیا تھا اور انکے گھر میں ہر وقت کیسے اور کیوں کی صدائیں بلند کرنے کا ذمہ کشف نے اپنے سر لے لیا تھا۔

اس کے دادا-دادی تو اسے سوالوں کی دکان جیسے لقب سے نوازتے تھے۔

*

کھڑکی سے چھن کر آتی دھوپ سے اس نے کسمسا کر اپنی ہیزل گرین آنکھیں کھولی۔

"اللہ۔ دادی تھوڑی دیر مزید سو لینے دیں نا۔۔"چادر اپنے منہ تک کھینچتے ہوئے وہ ایک بار پھر سے سونے کی تیاری کرنے لگی۔

جب اسے نیند نہیں آئی تو اس نے ایک بار پھر کروٹ بدلی اور تب اس کا ہاتھ دادی کی جگہ پہ گیا۔ وہ اب تک سو رہیں تھیں؟ لیکن دادی تو جلدی اٹھ جاتی تھیں۔

برق رفتاری سے اٹھ کر وہ دادی کی جانب آئی۔

"دادی آپ کی طبیعت خراب ہے کیا؟"وہ ٹس سے مس نہیں ہوئیں۔

"دادی اٹھیں صبح ہو گئی!" پھر سے اس نے جگانے کی سعی کی مگر جب جواب نہیں ملا تو اسے کچھ غلط ہو جانے کا احساس ہوا۔ وہ بچی تھی مگر احساس تو کر ہی سکتی تھی۔

"دادی۔ اٹھیں!"اب کی بار اسے خود کی آواز کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔

"آنکھیں کھولیں دادی پلیز!"آنکھوں میں آنسو لئے وہ انھیں مسلسل ہلا رہی تھی۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے دادی۔۔ اٹھیں نا"!!!

اب کی بار وہ چیخی تھی۔ اتنی زور سے کہ سننے والا لرز اٹھتا۔ وہ انہیں لگاتار جگانے کی کوشش کر رہی تھی مگر دادی جواب نہیں دے رہی تھیں۔ دادی اس سے ناراض ہو گئیں تھیں یا پھر زندگی دادی سے ناراض ہو گئی تھی؟

اسی وقت اس کے گھر کی گھنٹی بجی۔ وہ دروازہ کھولنے گئی تو سامنے ہی دادا کو ایستادہ پایا،ہاتھ میں کچھ کھانے کی اشیاء لیے اور اس کے لیے کچھ تحائف لیے۔ اس کی سرخ متورم آنکھیں دیکھ کر ان کے چہرے پر پھیلی مسکراہٹ اگلے ہی لمحے غائب ہو گئی۔ اس سے پہلے وہ کچھ پوچھتے وہ ان سے لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"د۔۔دادی !ن۔۔ نہی۔۔ نہیں۔۔اٹھ۔رہ۔۔رہیں۔"اس نے لرزتے لہجے میں دادا سے کہا اور خود بے ہوش ہو گئی۔ دادا کے پیروں سے گویا زمین نکل گئی تھی۔۔انہیں لگا جیسے انکی ساری دنیا ختم ہو گئی۔

کچھ دیر بعد گھر میں لوگوں کا ایک ہجوم لگ گیا تھا۔

کچھ عورتیں کنارے بیٹھی باتیں کر رہیں تھیں جب اس کے کانوں میں وہی لفظ پھر سے پڑا۔

"ہمم۔ کیا کریں تقدیر کے فیصلے کسی کے لئے نہیں بدلتے۔۔ جو ہونا تھا ہو گیا۔ اللہ انہیں صبر دیں!"

"ہونی کو کون ٹال سکتا ہے۔۔"دوسری عورت بھی تاسف سے بولی۔

اگلے لمحے کچھ لوگ آئے اور اس کی دادی کو لے گئے۔ وہ یونہی ساکت کھڑی رہ گئی۔ آج اس نے صرف دادی کو نہیں کھویا تھا اس نے اپنی ماں، اپنی دوست اپنا سب کچھ کھو دیا تھا۔ کچھ دنوں بعد اسے احساس ہوا کہ اس نے اس دن کے بعد دادا کو بھی کھو دیا تھا۔ وہ اب اپنے کمرے میں خاموش بیٹھے رہتے تھے۔ تقدیر نے اس سے ایک ساتھ اس کے دو اپنوں کو جدا کر دیا تھا۔

کہتے ہیں وقت مرہم کی طرح ہوتا ہے۔ مگر کشف اور اس کے دادا کے لئے وقت بھی مرہم نہیں بن سکا۔ ایک زندہ لاش بن کر رہ گئے تھے اور ایک ذہن میں سوالوں کا طوفان لیے گم سم سی بیٹھی رہتی تھی۔

Clubb of Quality Content

ملازمہ اسے پارک لے کر جاتی کہ شاید اس کا دل بہل جائے۔ مگر وہ پارک کی ایک بینچ پر تنہا بیٹھ جاتی۔ لیکن پھر کچھ دنوں بعد ماہی آئی اور آہستہ آہستہ اس نے پرانی کشف کو بھی واپس کھینچ لیا تھا۔

مگر وہ کشف کے دماغ سے تقدیر کے متعلق سوال نہیں محو کر سکی تھی۔

جیسے جیسے وہ بڑی ہوتی گئی اسے تقدیر کا مطلب سمجھ آنے لگا تھا۔ مگر وہ لفظ اس کے لئے ہمیشہ دکھ کا سبب بنا تھا اور آج اتنے عرصے بعد وہ لفظ ایک بار پھر اس کے سامنے آ گیا تھا۔ پتا نہیں اب کیا چھین نے!

فون اٹھا کر اس نے ڈرامے کے ناظم سے اپنی طرف سے معزرت کرنی چاہی۔ جب غیر ارادی طور پر اس کی توجہ ناظم کی طرف سے بھیجی گئی تحریر پر پڑی۔ ڈرامے کا عنوان تبدیل کیا گیا تھا۔

"تقدیر: ملن کی ایک داستان!"

"ملن؟ مجھے تو ہمیشہ میرے اپنوں سے جدا کیا ہے۔" تلخی سے سوچ کے وہ سونے کے لیے لیٹ گئی۔ ناظم کو میسج کرنے کا خیال اس کے دماغ سے اوجھل ہو گیا۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

*

اگلی صبح درسگاہ میں پہنچ کر جب اسنے ماہی کو اپنے انکار کا بتایا تو وہ شش و پنج کی کیفیت میں ساکت بیٹھی رہی۔

"کیا بکواس کر رہی ہو یار! تم نے۔۔ تم نے اس ڈرامے کے ہیرو کو دیکھا ہے؟ وہ سچ میں بالکل افسانوی کردار کی طرح ہے۔ اونچا لمبا قد، مضبوط جسامت، خوبصورت نقوش اور اس کے خم دار سیاہ بال!" وہ چہکتی ہوئی بول رہی تھی۔

"مجھے اداکاری آتی تو میں فوراً ہاں کر دیتی۔" کشف کو ناراضگی سے دیکھتے ہوئے وہ پھر بولی۔

"تم اس کے ساتھ کام کرنے سے کیسے انکار کر سکتی ہو؟" ایک اور سوال ابھرا۔

"منہ سے!" کندھے اچکا کر اس نے صرف ایک سوال کا جواب دیا۔ جس کی ضرورت تو ماہی کو نہیں تھی۔

"کشف تمہیں علی (ناظم) بلا رہا ہے۔"

Clubb of Quality Content!

"مجھے؟ کیوں؟"اس کے سوال کا جواب دیئے بغیر وہ لڑکی جس تیزی سے آئی تھی اس سے دو گنی رفتار سے غائب ہو گئی۔

"چلو چلو۔ دیکھتے ہیں کیوں بلایا ہے اور پھر میں تمہیں ہیرو سے بھی مل واؤں گی۔"اس کا ہاتھ جلدی سے تھام کر ماہی اسے تقریباً کھینچتی ہوئی جلسہ گاہ کی سمت لے کر بڑھی۔

یہ ایک وسیع ہال کا منظر ہے۔ہال کے بیچ میں ایک اسٹیج بنا ہوا تھا۔اسی کے کنارے ایک لڑکا ہاتھ میں تحریر لئے اس پر سرسری سی نظر ڈال رہا تھا۔اس کے ارد گرد بھی دو تین لوگ جمع تھے۔ تبھی ہال میں دو بھاگتی ہوئی لڑکیاں داخل ہوئیں۔

"آرب کو نہیں بلایا؟"ماہی نے ہانپتے کانپتے سب سے پہلے اپنے ہیرو کے بارے میں پوچھا اور اس کے پوچھنے پر کشف نے اتنی ہی تیزی سے اپنی ہیل اس کے پیر پر دے ماری۔

"علی تم نے بلایا تھا؟"ماہی کی گھوری کو نظر انداز کرتے ہوئے کشف نے ناظم کو مخاطب کیا۔

"اوہ کشف۔ اچھا ہوا تم آ گئی۔ اصل میں آرب کا یہ پہلا شو ہے۔ تو ہم نے سوچا ایک بار تجربہ کر لیں۔ اگر وہ نہیں کر سکا تو کوئی دوسرا تلاش کریں گے۔" علی ذہین آنکھوں والا مناسب نقوش کا حامل عام سا لڑکا تھا۔۔

"اگر آرب نہیں کرے گا۔ تو تمہیں بھی کرنے کی ضرورت نہیں۔ ویسے بھی تم منع کرنے والی تھی۔" اس کے کانوں کے قریب جھکتے ہوئے ماہی پھر بولی۔

"وہ علی۔ مجھے یہ۔۔"

"علی تم نے بلایا تھا۔" یہ آواز کسی مرد کی تھی۔ گہری اور پر کشش! کشف نے ابھی تک اپنی زندگی میں کسی بھی مرد کی اتنی خوبصورت آواز نہیں سنی تھی۔ اس کی آواز سن کر کشف نے اپنا سر اٹھایا تو اس کے سامنے ہی وہ مرد ایستادہ تھا۔

سر پر پی کیپ کی وجہ سے اس کا چہرہ ٹھیک سے واضح نہیں تھا۔ کشف کے دل میں کسی مرد کا چہرہ دیکھنے کی چاہ پہلی بار اٹھی تھی۔ بہت شدّت سے!

"یہی ہے وہ!" ماہی نے ایک بار پھر اس کے کان میں سرگوشی کی تو کشف نے ایک گہری سانس لی۔

"ہاں۔ کشف تم کچھ کہہ رہیں تھیں؟" آرب کے آجانے پر کشف کی بات ادھوری رہ گئی تھی لیکن علی اسے نہیں بھولا تھا۔

"آرب آگیا ہو تو ہم شروع کریں؟" ہاں وہ منع کرنے جارہی تھی مگر یہ جملہ اسکے منہ سے کیوں پھسلا یہ بات اسے بھی نہیں سمجھ آئی تھی۔

اگلے لمحے وہ اسٹیج پر اکیلی کھڑی تھی۔ آرب کا پہلا سین تھا کہ اسے کشف سے پہلی نظر میں محبت ہوگئی۔ یہی تاثر اسے بنا بولے ناظرین تک پہنچانا تھا۔ جب وہ اسٹیج پر آیا تو اس نے پی کیپ اتار دی تھی۔ اب اس کا چہرہ واضح ہوا۔ کشف جو اتنی دیر سے اس کا چہرہ دیکھنے کی خواہش مَن میں لیے ہوئے تھی۔ ایک چور نظر اس پر ڈالنے کی کوشش کرتی ہے۔

اس نے اپنی نظریں اٹھا کر اس کی بھوری آنکھوں پر ڈالی اور پھر آس پاس کا منظر اس کے لئے دھندلا گیا تھا۔ پہلو میں جو دل دھڑک رہا تھا اس نے اپنے معمول سے ہٹ کر تیزی سے دھڑکنا شروع کر دیا۔ کچھ ہوا تھا اور وہ سمجھ نہیں سکی!

جو ہوا تھا نہیں ہونا چاہئے تھا۔۔ کوئی جان چکا تھا!

کٹ! کٹ! کی صدائیں بلند ہوئی تو وہ ہوش کی دنیا میں واپس آئی۔

"کشف یہ کیا کرنے لگی تھیں تم! تمہیں آرب کو ٹکٹکی لگا کر نہیں دیکھنا تھا۔" ایک ٹیم کے فرد نے اس کے قریب آ کر کہا۔

"خیر! ہمیں یہ دیکھنا تھا کہ آرب کر سکتا ہے یا نہیں اور اسنے زبردست کام کیا۔" آرب کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے علی بولا۔ "رہی بات کشف کی تو ہم اس کے کام سے واقف ہیں۔ وہ تو کر ہی لے گی!" ایک تسلّی بخش مسکراہٹ کے ساتھ اس نے کشف سے کہا تو بس وہ پھیکا سا مسکرا دی۔

"ٹھیک ہے۔ پھر ہم سب منڈے کو ملتے ہیں!"

علی نے سب کو اطلاع کی اور پھر آہستہ آہستہ سب ہال خالی کرنے لگے۔

"کیا ہوا؟ ہو گئی سٹی پٹی گم؟ ہے نا وہ قابِل تعریف؟" ماہی ایک بار پھر اس کے سر پر کھڑی اس کی رائے معلوم کرنے کی سعی کر رہی تھی۔

"ہاں؟ جتنی تعریف تم کر رہی تھیں۔ اتنا خاص نہیں وہ۔"

"ہمم! بیٹا تم جل رہی ہو نہ اس کی خوبصورتی سے!" ماہی نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔

"اللہ نے مجھے خوبصورت بنایا ہے بھلا میں کیوں کسی لڑکے کی خوبصورتی سے جلنے لگی۔"

"مطلب تم مانتی ہو کہ وہ خوبصورت ہے!"

"شٹ اپ!" کشف نے اپنی خفت چھپاتے ہوئے ماہی کو چپ کرانا ہی بہتر سمجھا۔

*

وقت کا کام ہوتا ہے گزرنا اور وہ گزر جاتا ہے، چاہے کسی کا ساتھی اس کے ساتھ ہو یا نہ ہو۔

آج اسے ماہی کی شدّت سے یاد آ رہی تھی۔ وہ ساتھ ہوتی تو کشف اپنے دل کی بات سب سے پہلے اسے ہی بتاتی۔ مگر وہ ساتھ نہیں تھی اور اس نے بھی ضد پکڑ لی تھی کہ یہ بات وہ اسے اپنے سامنے بیٹھا کر ہی بتائے گی۔

فون ہاتھ میں لیے وہ اس پر لگی تصویر کو محبت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ کبھی اسے زوم کر کے اسکی بھوری آنکھوں کو دیکھتی کبھی اس کے سیاہ بالوں کو۔ پھر اس نے ویڈیو چلا دی جو کسی سین کی ریکارڈنگ تھی۔ اس میں سے نکلتی آرب کی خوبصورت آواز پورے کمرے میں گونج رہیں تھی۔

آرب اس کا پسندیدہ مرد بن چکا تھا۔ مگر اس کی آنکھیں، بال اور آواز کشف کے لیے سب سے خاص تھے!

تبھی اس کے موبائل پر ماہی کا میسج آیا۔

"ہوگ ئے فنکشنز! اب میں کل آرہی ہوں!" اس کا میسج پڑھ کر کشف کے چہرے پر خوشی سے بھرپور مسکراہٹ پھیل گئی۔

*

آج وہ دونوں ہفتے بعد مل رہی تھیں۔ بہت سی باتیں تھیں جو دونوں کو ایک دوسرے سے کرنی تھیں۔ ہال کی طرف جاتے ہوئے کشف کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ کچھ دیر بعد اس کے شو کی ایک آخری بار ریہرسل ہوگی اسی وجہ سے وہ دونوں ہال میں ہی بیٹھنے کا ارادہ رکھتی تھیں۔

تھوڑی دیر اپنے شو کے بارے میں اور وہ شادی کے فنکشن کے بارے میں بات کرنے کے بعد اہم بات پر آئی۔

"مجھے تمہیں بہت ضروری بات بتانی ہے!" جوشیلے لہجے میں ماہی بولی۔

"سچی؟ہاتھ مارو مجھے بھی کوئی ضروری بات بتانی ہے۔!"وہ بھی چہکتی ہوئے گویا ہوئی۔

"مگر تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟"سوال کشف کی طرف سے ابھرا۔پوچھنا تو ماہی بھی یہی چاہتی تھی مگر آج سوالوں کی دکان اپنے اصل روپ میں آگئی تھی۔

"وہ بات سننے کے بعد ظاہر ہے مجھے تمہارا چہرہ دیکھنا تھا!"

"اچھا ٹھیک پہلے تم بتاؤ!"

"نا۔۔نا"ماہی گردن نفی میں ہلاتے ہوے بولی۔"پہلے تم بتاؤ!!"

کچھ دیر بعد دونوں اس نتیجے پر پہنچیں کہ ساتھ میں بتانا زیادہ بہتر ہو گا۔

"اوکے!ایک۔۔دو۔۔تین!"دونوں نے یک زبان ہو کر گنتی گنی اور وہ بات سامنے لائیں جس سے کچھ ٹوٹے گا ضرور۔۔اب وہ دل ہو گا؟دوستی ہوگی؟یا پھر دونوں!

"مجھے محبت ہو گئی!"

میری منگنی ہو گئی!ماہی چہکتے ہوئے بولی۔

"کیا؟کس سے؟"دونوں نے بیک وقت پوچھا۔

"آرب سے!" یہ جواب بھی دونوں کا ایک وقت پر، ایک جیسا آیا!

کچھ دیر وہ دونوں ساکت بیٹھی رہیں۔ ماہی مطمئن تھی اس کے چہرے پر ہلکا ساد کھ تھا اپنی دوست کے لیے! اور کشف کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی تھیں۔ اس کے اندر کچھ ٹوٹا تھا اور وہ اندر سے لہولہان ہو کر رہ گئی تھی۔ کچھ دیر بعد کشف نے اپنے ہلتے لب محسوس کئے۔ دل میں ایک ناقابِل برداشت درد اٹھ رہا تھا۔

"کیسے؟" اس کے منہ سے ایک دبی دبی سی آواز بامشکل نکلی۔

"تقدیر سے!" ماہی نے شانے اچکاتے ہوئے عام سے انداز میں کہہ کر کشف کے دل کو کئی ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا تھا۔

ہاں اس نے صحیح تو کہا تھا ماہی اور آرب کو تقدیر نے ملا دیا تھا۔ شادی میں آرب کے ماں باپ نے ماہی کو پسند کر لیا تھا، جلد ہی ان دونوں کی منگنی کر دی۔ سال کے آخر میں دونوں کی شادی کی تاریخ بھی طے ہو گئی تھی۔ ایسے ہی تو ہوتے ہیں تقدیر کے فیصلے۔

زاول کلب
Clubb of Quality Content

کچھ دیر بعد ہال میں علی، آرب اور ٹیم کے کچھ اور ممبر داخل ہوئے۔ کشف نے جیسے ہی سب کو دیکھا آنکھوں کے آنسوؤں کو بے دردی سے رگڑ کر صاف کیا اس نے آرب کو اپنی جانب بڑھتے دیکھا اور پھر وہ ماہی کے قریب آ کر اس سے باتیں کرنے لگا۔ ماہی کی بھوری آنکھوں میں اسے دیکھ کر ایک چمک دکھی اور پھر اسے اپنی آنکھوں کی چمک مانند پڑتی محسوس ہوئی۔

بھاری قدموں سے چلتے ہوئے وہ علی کے پاس گئی۔

"میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ ہم آج دیر سے پریکٹس کریں؟" اس نے ہلکی آواز میں کہا۔ تو علی فکر مندی سے اسے دیکھتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔

"کیا ہوا؟ دوا لینے چلیں؟ زیادہ خراب ہے کیا طبیعت؟" وہ ایک سانس میں سوال پوچھ رہا تھا۔

"نہیں۔ بس کچھ دیر۔۔ میں اکیلے بیٹھنا چاہتی ہوں۔" علی نے سن کر سر اثبات میں ہلایا اور پھر اپنی ٹیم کو مخاطب کر کے کچھ دیر بعد واپس ہال میں اکٹھا ہونے کی تاکید کرنے لگا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کشف نے دیکھا ماہی بھی آرب کے ساتھ نکل گئی اسے اپنی دوست کا ذرا خیال نہیں آیا اور آرب کی نظروں میں صرف اجنبیت تھی جو ہمیشہ سے تھی مگر اسے کیوں نہیں نظر آئی؟ کیا انسان محبت میں اتنا اندھا ہو جاتا ہے؟ آج کی بے رخی دیکھ کر اس کی آنکھیں ایک بار پھر بھرنے لگی تو اس نے میز پر سر رکھ لیا۔

جب آنکھیں ہمارے دل کے درد کا سبب بننے لگیں تو نظروں کا زاویہ بدلنا ضروری ہو جاتا ہے۔

کشف کے دل کا درد کسی سے چھپا نہیں تھا۔ مگر کوئی تھا جس سے دیکھا نہیں جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس کے قریب گیا۔

"دل کے غم چھپانے سے انسان اندر سے کھوکھلا ہو جاتا ہے۔" وہ دھیمے لہجے میں کہہ رہا تھا وہ خود ٹوٹ گیا تھا مگر اسے بکھرتا ہوا نہیں دیکھ سکتا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اب بچا تو ویسے بھی کچھ نہیں نا؟"اس نے اپنی سرخ آنکھیں اٹھا کر اس کی سیاہ آنکھوں میں مرکوز کئے تیز لہجے میں کہا۔"یہ تقدیر مجھ سے ہمیشہ کچھ چھین لیتی ہے۔۔!"اب وہ آواز سے رو رہی تھی۔اسے یوں روتا دیکھ کر علی اس کے لیے پانی لینے چلا گیا۔

وہ اسے پانی پینے کے بعد جب کچھ بہتر لگی تو نرم لہجے میں بولا۔

"تقدیر کے فیصلوں پر کبھی دکھی مت ہوا کرو۔وہ اگر ہم سے کچھ لیتی ہے تو اس کے بدلے کسی بہتر سے نوازتی بھی ہے۔کبھی ہمارے لیے وہ شخص نہیں صحیح ہوتا اور کبھی وقت نہیں صحیح ہوتا۔۔مگر تقدیر وہ ہمیشہ صحیح ہوتی ہے۔ہمیں یہ بات بھی مقرر وقت پر معلوم ہوتی ہے۔"

"میں تمہاری طرح اتنا مثبت نہیں سوچ سکتی۔۔میں تمہاری جتنی اچھی نہیں ہوں!"اپنی گیلی سانس اندر کی طرف کھینچتے ہوئے وہ معصومیت سے بھرے لہجے میں بولی تو ساتھ بیٹھے علی کا دل موم کی طرح پگھل گیا وہ اسے بتا نہیں سکا تھا کہ کشف اسے دنیا میں سب سے زیادہ پیاری تھی۔

"تم نے اس ڈرامے میں مجھے آرب سے کیوں ملا دیا اصل زندگی میں تو ایسا نہیں ہوتا۔"

"اصل زندگی کا موازنہ کبھی فلموں اور ڈراموں سے نہیں کرتے!" نرمی سے کہتے وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اٹھ گیا۔

ادھر ماہی آرب کے ساتھ کیفے میں بیٹھی ہوئی تھی۔

"ایک بات پوچھوں؟" آرب کے چہرے پر نظریں مرکوز کیے ماہی نے پوچھا۔

"تمہیں مجھ سے اجازت مانگنے کی ضرورت نہیں۔"

"تم خوش ہو؟ اس رشتے سے۔ یا پھر تمہیں کوئی۔۔" ماہی کا سوال مکمل ہونے سے قبل اس نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔

"میں خوش ہوں اور مطمئن بھی ہمارے والدین نے ہمارے لیے بہتر ہی سوچا ہے۔"

آرب کا نرم لہجہ ماہی کے ہر شک کو دور کر گیا اور ساتھ کشف کی دوستی کو بھی۔

کشف نے دل پر ہزار پہرے لگا کر اپنا شو کیا اور پھر اسے آہستہ آہستہ اندازہ ہوا کہ ماہی اب بدل گئی۔ ان دونوں کی دوستی پہلے جیسی نہیں رہی۔ تو پھر وہ بھی اس سے دور ہوتی گئی ہولے ہولے وہ سب سے کٹ گئی۔

*

وقت گزرتا گیا اور اب تقریباً ایک سال بعد تقدیر لفظ نے پھر اسے اپنی جانب کھینچا تھا۔

وہ بس میں بیٹھی تھی جب پاس بیٹھے ایک لڑکے کی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

"میں فیل ہو گیا۔ اتنی محنت کرنے کے بعد بھی میرا دل کرتا ہے میں خودکشی کر لوں۔" وہ گیلے لہجے میں دکھ اور غصّے کے ملے جلے امتزاج سے بولا۔

اس کا سٹاپ آگیا تو وہ بس سے اترنے لگی مگر جو آخری الفاظ اس کی سماعت سے ٹکرائیں وہ تھے۔۔

"دل چھوٹا نہیں کرو۔۔ اس بار نہیں ہوا۔ ہو سکتا ہو اگلے سال تم ٹاپ کر لو۔ قسمت کا کھیل ہے سب!"

قسمت لفظ سن کر اس نے ایک جھر جھری سی لی۔

کچھ دن بعد وہ آڈیشن دے کر نکلی تو اس کے آگے ایک بزرگ عورت کچھ بھاری سامان لیے چل رہیں تھیں۔ کشف نے ان کے قریب جا کر انہیں مدد کی پیشکش کی تو انہوں نے حامی بھر لی۔

"آپ اکیلی کیوں یہ اٹھا رہیں تھیں؟" کچھ دیر بعد کشف نے سوال کیا۔

"بیٹی۔ اکیلی ہوں سب اکیلے کرنا رہتا ہے۔"

"کیوں؟ آپ کے گھر میں کوئی اور نہیں ہے؟" تجسس کی شکار کشف نے ایک اور سوال کیا۔۔ جسے کرنے کے بعد وہ یقیناً پچتائے گی۔

"تھے نا۔ پورا بھرا خاندان تھا۔ مگر پھر ایک حادثے میں تباہ ہو گیا۔ اب کوئی نہیں ہے۔ تقدیر نے سب کچھ دیا بھی اور پھر واپس لے لیا۔"

"پتا نہیں مجھے کیوں نہیں پسند کرتی تقدیر۔ ہمیشہ کچھ لے لیتی ہے کبھی کچھ دیا نہیں!" وہ صرف سوچ سکی، بولی کچھ نہیں۔

پھر وقفے وقفے سے اس کے آنکھوں کے سامنے سے تقدیر، نصیب اور مکتوب جیسے الفاظ گزرتے رہتے جو اسے ایک انجانے ڈر میں ڈال دیتے۔ اسے پھر سے لگنے لگا تھا کہ کچھ ہونے والا ہے مگر اب تو اس کے پاس کچھ نہیں بچا تھا کھونے کو۔

آج جب وہ اپنا پہلا شوٹ کرنے جا رہی تھی تب تقدیر اسے بتانا چاہ رہی تھی کہ اب اس سے کیا لے گی۔

سفید شرٹ میں ملبوس اس کی نظریں اس عمارت پر ٹکی تھیں جب ایک کانوں کو چیرنے والی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔ ایک بے قابو کار اس کی جانب تیزی سے بڑھ رہی تھی۔

اور اگلے ہی لمحے وہ کار اسے کچلتے ہوئے کسی پیڑ سے ٹکرائی۔

اس کی آنکھوں سے ایک آنسو نکل کر زمین پر گرا۔ سفید شرٹ خون سے بھیگ چکی تھی اس کے ارد گرد خون کی دھارے نکل کر بہہ رہی تھی۔

آخری چہرہ جو اس نے دیکھا تھا وہ علی کا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ ہجوم کو چیرتے اسے اپنی باہوں میں اٹھائے اپنی کار سے ہسپتال کی طرف بھاگا۔

ایک دن بعد اسے ہوش آیا تو ساتھ میں دادا اور علی دونوں کو پایا۔ وہ انہیں دیکھ کر اٹھنے لگی تو۔۔

"اٹھو مت! اب کیسا محسوس کر رہی ہو؟" علی اس کے قریب آتے ہوئے بولا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی۔۔ شاید رات بھر کی وجہ سے۔

"بس زندہ۔۔ مجھے اپنے پیر محسوس نہیں ہو رہے۔" اس نے بھیٹی آواز میں کہا۔

"تم چل نہیں سکتیں!" دادا نے بھرائی ہوئی آواز میں ایسا انکشاف کیا تو اسے لگا جیسے اس کی سانس رک گئی ہو۔

اور پھر ہسپتال کے کمرے میں اس کی سسکیاں پھیل گئیں۔ وہ بہت دیر تک روتی رہی اسے اپنے خواب کی فکر تھی۔ وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی اب وہ چھوٹے کاموں کے لیے بھی دوسروں کی محتاج ہو گئی تھی۔

اور دادا کو اس کی شادی کی فکر تھی۔ وہ اس بات پر دکھی تھے۔

علی نے کشف کے قریب جا کر بتایا کہ اس کا خواب اب بھی پورا ہو گا۔ وہ اب ڈائر یکٹر بن چکا تھا اور بڑے بڑے شوٹس بھی کرواتا تھا۔ کشف کا شوٹ وہ خود کروائے گا۔

دادا کی الجھن کا علاج بھی تھا علی کے پاس۔ جب وہ کمرے میں آ کر کشف کو اس کی معذوری پر برا بھلا کہتے رہے تو علی نے سالوں سے دل میں دبی بات زبان پر لانا بہتر سمجھا۔

"اچھی بھلی لڑکیوں کو رشتے نہیں ملتے تم تو اب چلنے پھرنے سے قاصر ہو تمہیں کون پوچھے گا۔" وہ درد بھرے لہجے میں اور تقریباً چیختے ہوئے کہہ رہے تھے۔

"دادا۔ کشف میرے لیے اچھی بھلی لڑکیوں سے بہتر ہے۔ میں اس سے نکاح کروں گا۔" دادا اس کی بات سے ہلکے سے ساکت ہوئے مگر پھر مان گئے انہیں تو بس کشف کی بہتری چاہیئے تھی۔

"مگر علی مجھ جیسی ادھوری لڑکی سے شادی کر کے تمہیں کیا ملے گا؟"

"تم ادھوری نہیں ہو، تم مجھے مکمل کرو گی۔ اور تمہارے ملنے کے بعد مجھے کسی اور کی خواہش بھی نہیں رہے گی!" اس نے محبت بھرے لہجے میں کہا اور پھر کچھ دنوں کی محنت کے بعد کشف بلآخر مان گئی۔

ہسپتال سے ڈسچارج ہونے کے بعد ان دونوں کا سادگی سے نکاح ہوا جب وہ رخصت ہو کر علی کے ساتھ آرہی تھی تب اس نے راستے میں ایک ٹاپر کا بورڈ دیکھا۔ وہ وہی لڑکا تھا جو پچھلی سال فیل ہوا تھا۔

ساتھ بیٹھے علی نے اس کے گرد بازو حمائل کرتے بتایا کہ اس کا علاج بیرون ملک میں ممکن ہے۔ وہ جلد وہاں جا کر اس کا علاج کروائے گا۔

کشف نے آنکھوں میں سوال لیے اس کی طرف دیکھا۔ ڈاکٹر نے واضح الفاظ میں کہا تھا کہ اس کا علاج ممکن نہیں ہے پھر یہ سب کیسے؟

دعاؤں سے! مثبت سوچو تو مثبت ہی ہوتا ہے۔۔ میں نے ڈاکٹر کی بات کو ایک کان سے سن"

کر دوسرے سے نکال دیا تھا۔۔ جب کوئی اچھا نہیں بولتا تو میں ان کی بات بھی نہیں سن تا۔۔"علی نے اتنے ڈرامائی انداز میں آخری بات کہی تھی کہ کشف ہنسے بنا رہ نہیں سکی۔

مگر دعا لفظ سے اسے بہت کچھ سمجھ آیا تھا۔۔اس نے ہمیشہ شکایت کی تھی۔۔ کبھی دعا کرنے کا سوچا ہی نہیں۔ تقدیر لفظ سن کر وہ یہی سوچتی تھی کہ اب پھر اس سے کچھ چھین لیا جائے گا۔۔ مگر جو شخص عام سا تھا وہ کتنا اچھا بولتا تھا۔۔اس کے الفاظ مرہم تھے ہمیشہ سے اور اب اس کا ساتھ کشف کے لیے نعمت تھا۔۔

اسے احساس ہو گیا تھا کہ تقدیر اتنی بھی ظالم نہیں ہوتی۔

اگر ہم مثبت سوچیں اور دعا کریں تو تقدیر اتنی بے حسی بھی نہیں دکھاتی۔

***

ختم شد!

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842